فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم
ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان
نظرثانی: حافظ محمد زبیر

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۱۷۸

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۱۷۸﴾

ق ص ص

قَصَّ (ن) **قَصًّا** اور **قَصَصًا**: کسی چیز کو قینچی سے کاٹنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ زیادہ تر دو مفہوم میں استعمال ہوتا ہے: (۱) کوئی واقعہ یا قصہ بیان کرنا' سنانا۔ (۲) کسی کے نقوش یا آثار پر چلنا' پیچھا کرنا۔ ﴿وَعَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ﴾ (النحل:۱۱۸) ''اور اُن لوگوں پر جو یہودی ہوئے' ہم نے حرام کیا اس کو جو ہم نے سنایا آپؐ کو اس سے پہلے۔'' ﴿فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۙ﴾ (الکہف) ''تو وہ دونوں واپس ہوئے اپنے نقشِ قدم پر پیچھا کرتے ہوئے۔''

قُصَّ اور **اُقْصُصْ**: فعل امر ہیں (مضاعف میں فعل امر ادغام کے ساتھ اور ادغام

© rasailojaraid.com

کے بغیر' دونوں طرح استعمال ہوتا ہے): تو سنا' تو پیچھا کر۔ ﴿وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ﴾ (القصص:۱۱) ''اور انہوں نے کہا انؑ کی بہن سے تو پیچھا کر اُن کا۔'' ﴿فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الاعراف) ''پس آپؐ بیان کریں واقعات شاید وہ لوگ غور و فکر کریں۔''

قِصَّةٌ ج قَصَصٌ (اسم ذات): واقعہ' قصہ۔ ﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ......﴾ (یوسف:۱۱۱) ''یقیناً ان کے قصوں میں ایک عبرت ہے......''

قِصَاصٌ : کسی جرم یا کسی کام کا بدلہ (یعنی کام کے آثار کا پیچھا کرتے ہوئے کام کرنے والے تک پہنچنا' تا کہ اس کے ساتھ بھی وہی کام کیا جائے)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ح ر ر

حَرَّ (س) حَرَارًا : آزاد ہونا۔

حَرَّ (ن۔ض) حَرَارَةً : گرم ہونا۔

حُرٌّ (صفت) : آزاد۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

حَرٌّ (اسم ذات) : گرمی۔ ﴿وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ﴾ (التوبۃ:۸۱) ''اور ان لوگوں نے کہا کہ تم لوگ مت نکلو گرمی میں۔''

حَرُوْرٌ (فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ) : سخت گرمی' لو' تیز دھوپ۔ ﴿وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ﴾ (فاطر) ''اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ۔''

حَرِيْرٌ (فَعِيْلٌ کا وزن) : باریک ریشم۔ ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ (الحج) ''اور ان کا لباس ہے اس میں باریک ریشم۔''

حَرَّرَ (تفعیل) تَحْرِيْرًا : کسی کو آزاد کرنا۔ ﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ (النساء:۹۲) ''تو ایک مؤمن گردن (یعنی مؤمن غلام) کا آزاد کرنا۔''

مُحَرَّرٌ (اسم المفعول) : آزاد کیا ہوا۔ ﴿رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا......﴾ (آل عمران:۳۵) ''اے میرے ربّ! میں نے نذر کیا تیرے لیے اس کو جو میرے پیٹ میں ہے آزاد کیا ہوا......''

ء ن ث

اَنُثَ (ک) اَنَثًا : نرم و ملائم ہونا' مادہ ہونا' عورت ہونا۔

اُنْثٰى ج اِنَاثٌ (فُعْلٰى کا وزن) : مادہ' مؤنث۔ ﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا﴾

(النساء:۱۱۷) ''وہ لوگ نہیں پکارتے اس کے (یعنی اللہ کے) علاوہ مگر کچھ مؤنثوں کو۔''

ء د ی

اَدٰی (ض) اَدْیًا: کسی کا حق پہچاننا' حق دینا۔

اَدَاءٌ (اسم ذات): ادائیگی' واپسی۔ آیت زیر مطالعہ۔

اَدّٰی (تفعیل) تَاْدِیَۃً: حق دار کو اس کا حق واپس کرنا۔ ﴿وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْہُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّہٖ اِلَیْکَ......﴾ (آل عمران:۷۵) ''اور ان میں وہ بھی ہے جو کہ اگر تو امین بنائے اس کو ایک دینار کا تو وہ واپس نہیں کرے گا اس کو تیری طرف......''

اَدِّ (فعل امر): تو واپس کر۔ ﴿اَنْ اَدُّوْا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ ؕ﴾ (الدخان:۱۸) ''کہ تم لوگ واپس کرو میری طرف اللہ کے بندوں کو۔''

ترکیب: ''کُتِبَ'' ماضی مجہول ہے' ''اَلْقِصَاصُ'' اس کا نائب فاعل ہے' جبکہ ''عَلَیْکُمْ'' اور ''فِی الْقَتْلٰی'' متعلق فعل ہیں۔ ''اَلْحُرُّ' وَالْعَبْدُ اور وَالْاُنْثٰی'' تینوں مبتدأ ہیں۔ ان کی خبریں ''قِصَاصٌ'' محذوف ہیں' جبکہ 'بِالْحُرِّ' بِالْعَبْدِ اور بِالْاُنْثٰی'' متعلق خبر تھیں جواب قائم مقام خبر ہیں۔ ''فَمَنْ'' مبتدأ ہے اور ''عُفِیَ'' سے ''شَیْءٌ'' تک جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ ''عُفِیَ'' ماضی مجہول ہے' ''شَیْءٌ'' اس کا نائب فاعل ہے' جبکہ ''لَہٗ'' اور ''مِنْ اَخِیْہِ'' متعلق فعل ہیں۔ ''لَہٗ'' میں ''ہٗ'' کی ضمیر ''مَنْ'' کے لیے ہے جو قاتل کے لیے آیا ہے۔ ''اَخِیْ'' کا لفظ مقتول کے ولی کے لیے ہے اور اس کے ساتھ ''ہٖ'' کی ضمیر ''مَنْ'' یعنی قاتل کے لیے ہے۔ ''فَاتِّبَاعٌ'' اور ''اَدَاءٌ'' مبتدأ نکرہ ہیں' کیونکہ عام قاعدے کا بیان ہے۔ ان دونوں کی خبر محذوف ہے جو ''وَاجِبٌ'' یا ''لَازِمٌ'' ہو سکتی ہے۔ ''بِالْمَعْرُوْفِ' اِلَیْہِ اور بِاِحْسَانٍ'' متعلق خبر ہیں۔ ''اِلَیْہِ'' میں ''ہٖ'' کی ضمیر ''اَخِیْ'' یعنی مقتول کے ولی کے لیے ہے۔ ''ذٰلِکَ'' مبتدأ ہے۔ ''تَخْفِیْفٌ'' اس کی خبر اوّل ہے اور ''رَحْمَۃٌ'' خبر ثانی ہے' جبکہ ''مِنْ رَّبِّکُمْ'' متعلق خبر ہیں۔ ''فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ'' شرط ہے اور ''فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ'' جواب شرط ہے۔

ترجمہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو — کُتِبَ: فرض کیا گیا

عَلَیْکُمْ: تم لوگوں پر — الْقِصَاصُ: بدلہ

© rasailojaraid

فِي الْقَتْلٰى: مقتولوں میں (یعنی مقتولوں کا)
اَلْحُرُّ: (قاتل) آزاد ہے (تو بدلہ ہے)
بِالْحُرِّ: آزاد سے
وَالْعَبْدُ: اور غلام ہے
بِالْعَبْدِ: (تو) غلام سے
وَالْاُنْثٰى: اور عورت ہے
بِالْاُنْثٰى: (تو) عورت سے
فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ: پس جس کے لیے معاف کی گئی
مِنْ اَخِيْهِ: اس کے بھائی (کی طرف) سے
شَيْءٌ: کوئی چیز
فَاتِّبَاعٌ: تو پیروی کرنا ہے
بِالْمَعْرُوْفِ: بھلے طریقے سے
وَاَدَآءٌ: اور ادائیگی ہے
اِلَيْهِ: اس کی طرف
بِاِحْسَانٍ: خوبصورت انداز سے
ذٰلِكَ: یہ
تَخْفِيْفٌ: ہلکا کرنا ہے
مِّنْ رَّبِّكُمْ: تمہارے ربّ (کی جانب) سے
وَرَحْمَةٌ: اور رحمت ہے
فَمَنِ اعْتَدٰى: پس جو زیادتی کرے گا
بَعْدَ ذٰلِكَ: اس کے بعد
فَلَهٗ: تو اس کے لیے ہے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ: ایک دردناک عذاب

نوٹ (۱): مادہ ''ق ت ل'' کی لغت سورۃ البقرۃ کی آیت ۷۲ کے تحت پیش کر دی گئی ہے۔ وہاں پر لفظ ''قَتْلٰى'' سہواً رہ گیا تھا۔ اب نوٹ کر لیں کہ فَعِيْلٌ کے وزن پر ''قَتِيْلٌ'' بمعنی مقتول آتا ہے اور اس کی جمع ''قَتْلٰى'' ہے۔

نوٹ (۲): عرب کے دو قبائل میں جنگ ہوئی جس میں طرفین کے بہت سے آدمی، آزاد، غلام اور عورتیں قتل ہو گئے۔ ابھی ان کا تصفیہ ہونے نہیں پایا تھا کہ ان دونوں قبیلوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد قصاص لینے کی بات شروع ہوئی تو بڑے قبیلے نے کہا کہ ہم اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک ہمارے غلام کے بدلے دوسرے کا آزاد آدمی اور عورت کے بدلے میں مرد قتل نہ کیا جائے۔

اس مطالبہ کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی کہ: ﴿اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ط﴾۔ اسلام نے اپنا عادلانہ قانون یہ نافذ کر دیا کہ جس نے قتل کیا ہے وہی قصاص میں قتل کیا جائے۔ قاتل اگر عورت یا غلام ہے تو اس کے بدلے میں کسی بے گناہ آزاد کو قتل کرنا

© rasailojaraid.com

ظلم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیت کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ جس نے قتل کیا ہے وہی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ (منقول از معارف القرآن)

معارف القرآن، تفہیم القرآن اور دیگر تفاسیر کے مطالعہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آیت کے مذکورہ حصہ میں اصل حکم یہ ہے کہ یہ مت دیکھو کہ مقتول کون ہے۔ وہ خواہ آزاد ہو، یا غلام ہو، یا عورت ہو، بہرصورت قاتل کو گرفتار کرنا اسلامی اجتماعیت ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ یعنی حکومت پر اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے۔ پھر جب قاتل پر جرم ثابت ہو جائے تو یہ مت دیکھو کہ قاتل آزاد ہے، یا غلام ہے، یا عورت ہے، بہرصورت بدلے میں اس کو قتل کرنا حکومت پر فرض کیا گیا ہے۔ کسی صدرِ مملکت، حتیٰ کہ کسی ''اسلامی جمہوریہ'' کے صدرِ مملکت کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی قاتل کو معاف کر دے۔ یہ اختیار صرف مقتول کے وارثوں کو حاصل ہے۔

اس پر اجماعِ اُمت ہے کہ مقتول کے وارثوں کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ خود قاتل سے بدلہ لیں۔ اس کے لیے حکومت سے رجوع کرنا لازمی ہے۔ پھر اگر وہ قاتل کو معاف نہیں کرتے تو حکومت اس کو قصاص میں قتل کرے گی۔

آیت ۱۷۹

﴿وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾﴾

ل ب ب

لَبَّ (ن) لَبًّا : کسی چیز کا ست یا جوہر نکالنا، بادام یا اخروٹ وغیرہ کی گری نکالنا۔

لَبَبًا : عقل مند ہونا۔ (انسان کا جوہر اس کی عقل ہے)۔

لُبٌّ ج اَلْبَابٌ (اسم ذات) : خالص عقل۔ (جو آمیزش یعنی وہم اور جذبات وغیرہ سے پاک ہو)۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب : ''حَیٰوۃٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ ''لَکُمْ'' قائم مقام خبر مقدم ہے جبکہ ''فِی الْقِصَاصِ'' متعلق خبر ہے۔ ''اُولِیْ'' مضاف ہے اور حرفِ ندا ''یَا'' کی وجہ سے منصوب ہے اور ''اَلْاَلْبَابِ'' مضاف الیہ ہے۔

ترجمہ:

وَلَکُمْ : اور تم لوگوں کے لیے	فِی الْقِصَاصِ : (قتل کے) بدلے میں
حَیٰوۃٌ : زندگی ہے	یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ : اے عقل والو

© rasailojaraid.com

لَعَلَّكُمْ: شاید کہ تم لوگ　　　تَتَّقُوْنَ: تقویٰ اختیار کرو

آیت ۱۸۰

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾﴾

ت ر ك

تَرَكَ (ن) تَرْكًا: کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ......﴾ (النساء:۷) ''مردوں کے لیے ایک حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا والدین نے......''

اُتْرُكْ (فعل امر): تو چھوڑ دے، ترک کر دے۔ ﴿وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا﴾ (الدخان: ۲۴) ''اور آپ چھوڑ دیں سمندر کو تھما ہوا۔''

تَارِكٌ (اسم الفاعل): چھوڑنے والا۔ ﴿اَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾﴾ (الصّٰفّٰت) ''کیا ہم لوگ اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے ہیں ایک مجنون شاعر کے لیے؟''

ترکیب: ''اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ'' اور ''اِنْ تَرَكَ خَيْرًا'' شرط ہے۔ باقی آیت جوابِ شرط ہے۔ ''كُتِبَ'' ماضی مجہول ہے اور اس کا نائب فاعل ''الْوَصِيَّةُ'' ہے۔ ''عَلَيْكُمْ'' اور ''لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ'' متعلق فعل ہیں، جبکہ ''حَقًّا'' مفعول مطلق ہے ''كُتِبَ الْوَصِيَّةُ'' کا۔

ترجمہ:

كُتِبَ: فرض کیا گیا　　　عَلَيْكُمْ: تم لوگوں پر

اِذَا: جب بھی　　　حَضَرَ: سامنے آئے

اَحَدَكُمُ: تم میں سے کسی ایک کے　　　الْمَوْتُ: موت

اِنْ: (اور) اگر　　　تَرَكَ: اس نے چھوڑا

خَيْرًا: کچھ مال　　　الْوَصِيَّةُ: وصیت کو

لِلْوَالِدَيْنِ: والدین کے لیے　　　وَالْاَقْرَبِيْنَ: اور قرابت داروں کے لیے

بِالْمَعْرُوْفِ: دستور کے مطابق　　　حَقًّا: حق ہوتے ہوئے

عَلَى الْمُتَّقِيْنَ: متقی لوگوں پر

نوٹ (۱): سورۃ النساء میں آیاتِ میراث کے نزول کے بعد ورثاء کے لیے وصیت

.com

© rasailojaraid.com

کرنا فرض نہیں رہا۔ البتہ غیر ورثاء کے لیے ایک تہائی مال کے اندر اندر وصیت کی جا سکتی ہے۔ دو تہائی مال ورثاء میں لازماً تقسیم ہو گا۔

آیت ۱۸۱

فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾

ترکیب: ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ'' شرط ہے اور ''فَاِنَّمَا'' سے ''يُبَدِّلُوْنَهٗ'' تک جواب شرط ہے۔ ''بَدَّلَهٗ'، سَمِعَهٗ اور يُبَدِّلُوْنَهٗ'' میں ''هٗ'' کی مذکر ضمیریں ''اَلْوَصِيَّةُ'' کے لیے آئی ہیں جو کہ مؤنث ہے۔ یہ ایک غیر معمولی بات ہے لیکن سیاق و سباق کا تقاضا ہے کہ ان ضمیروں کو ''اَلْوَصِيَّةُ'' کے لیے ہی مانا جائے۔ اس کا جواز تلاش کرنے سے بہتر ہے کہ اس صورت حال کو ہم قرآن مجید کے ایک استثناء کے طور پر قبول کر لیں۔ ''اِثْمُهٗ'' میں ''هٗ'' کی ضمیر ''بَدَّلَ'' کے مصدر ''تَبْدِيْلٌ'' کے لیے ہے۔

ترجمہ:

فَمَنْ : پس جس نے	بَدَّلَهٗ : تبدیل کیا اس کو
بَعْدَ مَا : اس کے بعد کہ جو	سَمِعَهٗ : اس نے سنا اس کو
فَاِنَّمَا : تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اِثْمُهٗ : اس کا گناہ
عَلَى الَّذِيْنَ : ان لوگوں پر ہے جو	يُبَدِّلُوْنَهٗ : تبدیل کرتے ہیں اس کو
اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ	سَمِيْعٌ : سننے والا ہے
عَلِيْمٌ : جاننے والا ہے	

آیت ۱۸۲

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾

ج ن ف

جَنِفَ (س) جَنَفًا: راستہ سے ہٹ جانا' فیصلے میں جانبداری کرنا۔

جَنَفٌ (اسم ذات): جانبداری' معروف سے انحراف۔ آیت زیر مطالعہ۔

© rasailojaraid.com

تَجَانَفَ (تفاعل) تَجَانُفًا : کسی کی طرف مائل ہونا' جھکنا۔

مُتَجَانِفٌ (اسم الفاعل) : مائل ہونے والا' جھکنے والا۔ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ......﴾ (المائدة:۳) ''پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں جھکنے والا نہ ہوتے ہوئے گناہ کی طرف......''

ترکیب : ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''خَافَ'' سے ''بَیْنَهُمْ'' تک شرط ہے اور ''فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ'' جوابِ شرط ہے۔ ''مِنْ مُّوْصٍ'' متعلق فعل ہے' جبکہ ''جَنَفًا'' اور ''اِثْمًا'' دونوں ''خَافَ'' کے مفعول ہیں۔ ''فَاَصْلَحَ'' کا مفعول ''اَلْوَصِیَّةَ'' محذوف ہے۔ ''بَیْنَهُمْ'' میں ''هُمْ'' کی ضمیر اُن لوگوں کے لیے ہے جن کے لیے وصیت کی گئی ہے۔ ''اِثْمَ'' سے پہلے لائے نفی جنس ہے۔

ترجمہ:

فَمَنْ : پس جس کو	خَافَ : اندیشہ ہو
مِنْ مُّوْصٍ : کسی وصیت کرنے والے سے	جَنَفًا : جانبداری کا
اَوْ اِثْمًا : یا کسی گناہ کا	فَاَصْلَحَ : پھر اس نے درست کر دیا (یعنی دستور کے مطابق کر دیا)
بَیْنَهُمْ : ان لوگوں کے مابین	فَلَاۤ اِثْمَ : تو کوئی گناہ نہیں ہے
عَلَیْهِ : اس پر	اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ
غَفُوْرٌ : بے انتہا بخشنے والا ہے	رَّحِیْمٌ : ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ (۱) : اگر کسی وصیت میں جانبداری کا پہلو ہو تو گواہوں کی طرف سے اس میں اصلاح کی کوشش وصیت تبدیل کرنے کے ضمن میں نہیں آئے گی' جس کی گزشتہ آیت میں ممانعت کی گئی ہے۔ البتہ گواہوں کو خود وصیت میں اصلاح کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر موقع ہو تو وصیت سنتے وقت وصیت کرنے والے کو اس میں اصلاح پر آمادہ کرے۔ بصورتِ دیگر وصیت صحیح بیان کرنے کے بعد وارثوں کی باہمی رضامندی سے اس میں اصلاح کرائے۔

آیت ۱۸۳

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ

.com
com

© rasailojaraid.com

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾

ص و م

صَامَ (ن) صِيَامًا: کسی کام سے رک جانا' روزہ رکھنا۔ ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ......﴾ (البقرۃ:١٨٤) ''اور یہ کہ تم لوگ روزہ رکھو زیادہ بہتر ہے تم لوگوں کے لیے......''

صَوْمٌ (اسم ذات | واحد اور جمع دونوں کے لیے ا): کسی کام سے رک جانے کا عہد' روزہ۔ ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾﴾ (مریم) ''میں نے منت مانی الرحمن کے لیے ایک روزے کی' پس میں ہرگز بات نہیں کروں گی آج کسی انسان سے۔''

صَائِمٌ (فَاعِلٌ کے وزن پر صفت): روزہ رکھنے والا' روزہ دار۔ ﴿وَالصَّائِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ ......﴾ (الاحزاب:٣٥) ''اور روزے دار مرد اور روزے دار عورتیں......''

ترکیب: ''يٰاَيُّهَا'' ندا اور ''الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا'' منادیٰ ہے۔ ''كُتِبَ'' ماضی مجہول ہے اور ''الصِّيَامُ'' اس کا نائب فاعل ہے جبکہ ''عَلَيْكُمْ'' متعلق فعل ہے۔

ترجمہ:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ: اے لوگو جو	اٰمَنُوْا: ایمان لائے
كُتِبَ: فرض کیا گیا	عَلَيْكُمْ: تم لوگوں پر
الصِّيَامُ: روزہ رکھنے کو	كَمَا: جیسا کہ
كُتِبَ: فرض کیا گیا	عَلَى الَّذِيْنَ: ان لوگوں پر جو
مِنْ قَبْلِكُمْ: تم سے پہلے تھے	لَعَلَّكُمْ: شاید کہ تم لوگ
تَتَّقُوْنَ: تقویٰ اختیار کرو	

آیت ۱۸۴

﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٤﴾﴾

س ف ر

سَفَرَ (ن) سَفْرًا: کسی چیز سے پردہ اٹھانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں

© rasailojaraid.com

استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: (۱) لکھنا' حقائق سے پردہ اٹھانا۔ (۲) سفر پر روانہ ہونا' راستوں سے پردہ اٹھانا۔

سَفَرٌ ج اَسْفَارٌ (اسم ذات): سفر۔ آیت زیر مطالعہ۔ ﴿رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا﴾ (سبا:۱۹) ''اے ہمارے ربّ! تو دراز کر دے ہمارے سفروں کے درمیان (یعنی منزلوں کو)''

سِفْرٌ ج اَسْفَارٌ (اسم ذات): کتاب۔ ﴿کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا﴾ (الجمعۃ:۵) ''اس گدھے کی مثال کی مانند ہے جو اٹھاتا ہے کتابیں۔''

سَافِرٌ ج سَفَرَۃٌ (اسم الفاعل) لکھنے والا۔ ﴿بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ﴾ (عبس) ''لکھنے والوں کے ہاتھوں میں۔''

اَسْفَرَ (افعال) اِسْفَارًا: کسی چیز کے رنگ سے پردہ اٹھنا' چمکنا' روشن ہونا۔ ﴿وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ﴾ (المدثر) ''اور صبح جب وہ روشن ہو۔''

مُسْفِرٌ (اسم الفاعل): چمکنے والا' روشن ہونے والا۔ ﴿وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ﴾ (عبس) ''کچھ چہرے اس دن روشن ہونے والے ہیں۔''

ط و ق

طَاقَ (ن) طَوْقًا: گلے میں حلقہ یا طوق ہونا' کسی کام کی اہلیت یا طاقت ہونا۔

طَاقَۃٌ (اسم ذات): قدرت' طاقت۔ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ﴾ (البقرۃ:۲۸۶) ''اے ہمارے ربّ! تو وہ بوجھ نہ اٹھوا ہم سے جس کی طاقت نہیں ہے ہم کو۔''

اَطَاقَ (افعال) اِطَاقَۃً: کسی کام کو کرنے کی طاقت یا قدرت رکھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: مرکب توصیفی ''اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ'' گزشتہ آیت کے ''کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ'' کا مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''کَانَ'' سے ''عَلٰی سَفَرٍ'' تک شرط ہے اور ''فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ'' جوابِ شرط ہے۔ ''کَانَ'' کا اسم اس میں شامل ''ھُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَنْ'' کے لیے ہے۔ جبکہ ''مَرِیْضًا'' خبر ہے۔ ''عَلٰی سَفَرٍ'' قائم مقام خبر ہے۔ اس جملہ میں آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے ''کَانَ'' کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

''فَعِدَّۃٌ'' مبتدأ نکرہ ہے' کیونکہ عام قاعدہ بیان ہو رہا ہے۔ اس کی خبر ''وَاجِبٌ'' محذوف ہے۔ متعلق خبر ''اَیَّامٍ اُخَرَ'' مرکب توصیفی ہے۔ ''فُعْلٰی'' کی جمع ''فُعَلٌ'' کے وزن پر ''اُخَرٌ'' آنا چاہیے' لیکن یہ خلافِ قاعدہ ''اُخَرُ'' غیر منصرف استعمال

© rasailojaraid.com

ہوتا ہے۔ اور ''اُخَرَ'' یہاں ''اَیَّامٍ'' کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ ''فِدْیَۃٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی بھی خبر ''وَاجِبٌ'' محذوف ہے۔ ''عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ'' قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ''یُطِیْقُوْنَہٗ'' میں ''ہٗ'' کی ضمیر ''اَلصِّیَامُ'' کے لیے ہے۔ ''طَعَامُ مِسْکِیْنٍ'' بدل ہے ''فِدْیَۃٌ'' کا۔

ترجمہ:

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ : گنے ہوئے کچھ دن ہیں
فَمَنْ کَانَ : پس جو ہو
مِنْکُمْ : تم میں سے
مَّرِیْضًا : مریض
اَوْ عَلٰی سَفَرٍ : یا کسی سفر پر
فَعِدَّۃٌ : تو شمار ہے
مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ : دوسرے کسی دنوں سے
وَعَلَی الَّذِیْنَ : اور ان لوگوں پر جو
یُطِیْقُوْنَہٗ : طاقت رکھتے ہیں اس کی
فِدْیَۃٌ : فدیہ ہے
طَعَامُ مِسْکِیْنٍ : ایک مسکین کا کھانا
فَمَنْ تَطَوَّعَ : پھر جو نفلاً زیادہ کرے
خَیْرًا : کسی نیکی کو
فَھُوَ خَیْرٌ : تو یہ بہتر ہے
لَّہٗ : اس کے لیے
وَاَنْ : اور یہ کہ
تَصُوْمُوْا : تم لوگ روزہ رکھو
خَیْرٌ : زیادہ اچھا ہے
لَّکُمْ : تمہارے لیے
اِنْ کُنْتُمْ : اگر تم لوگ
تَعْلَمُوْنَ : جانتے ہو

نوٹ (۱) : اسلام کے دیگر احکام کی طرح روزے کو بھی بتدریج فرض کیا گیا۔ شروع میں ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھنے کی ہدایت تھی، لیکن یہ فرض نہیں تھا۔ پھر مدینہ میں یہ آیات نازل ہوئیں جس میں روزہ فرض کیا گیا۔ اس میں مریض اور مسافر کے علاوہ ان لوگوں کو بھی رخصت دی گئی جو طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہیں رکھنا چاہتے تھے کہ وہ روزے کے بدلے فدیہ دے دیں۔ یہ بھی عبوری حکم تھا۔ حتمی حکم کی آیات بعد میں نازل ہوئیں۔

نوٹ (۲) : ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے، لیکن زندگی کی گہما گہمی میں ہمیں یہ احساس نہیں رہتا کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں اور جس حال میں ہوتے ہیں اللہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے اور ہم جو کچھ کر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہوتا ہے (۵۷/۴)۔ اللہ

© rasailojaraid.com

کے حاضر و ناظر ہونے کے احساس کا تقویٰ کے ساتھ ایک مثبت ربط (Positive Correlation) ہے۔ یہ احساس جیسے جیسے زیادہ ہوتا ہے تقویٰ کی کیفیت بھی اسی تناسب سے گہری ہوتی ہے۔ اور یہ احساس جتنا کم ہوگا تقویٰ میں بھی اتنی کمی ہو جائے گی۔

اب نوٹ کریں کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا کُل کا کُل مدار اس احساس پر ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے۔ لاشعور کی سطح سے اس احساس کو بلند کر کے اگر ہم پورے شعوری احساس کے ساتھ ایک مہینے کے روزے رکھیں تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ رمضان کے بعد بھی تقویٰ کی کیفیت برقرار رہے۔

آیت ۱۸۵

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۱۸۵ ﴾

ش ھ ر

شَهَرَ (ف) شَهْرًا: (۱) کسی کی مشہوری کرنا۔ (۲) ایک مہینہ کی مدت گزارنا۔

شَهْرٌ ج شُهُوْرٌ اور اَشْهُرٌ (اسم ذات): مہینہ، ماہ۔ ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ...... ﴾ (التوبۃ:۳۶) ”بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے پاس بارہ مہینے ہیں......“ ﴿فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ﴾ (التوبۃ:۲) ”پس گھوم پھر لو زمین میں چار مہینے۔“

ر م ض

رَمِضَ (س) رَمَضًا: دن کا گرم ہونا، گرم زمین پر پاؤں جلنا۔

رَمَضَانُ: ہجری سال کا نواں مہینہ، رمضان۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ق ر ء

قَرَاَ (ف) قُرْاٰنًا اور قِرَاءَةً: دو چیزوں کو اکٹھا کرنا، جمع کرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: (۱) پڑھنا (پڑھنے والا الفاظ کو اکٹھا کرتا ہے)۔ (۲) پڑھ کر سنانا۔ اس معنی میں ”عَلٰی“ کے صلہ کے ساتھ آتا ہے۔ (۳) مدت

گزارنا۔ (کسی مقررہ وقت کے شروع ہونے اور ختم ہونے کے لمحہ کو اکٹھا کرنے سے ایک مدت وجود میں آتی ہے)۔ ﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴾ (القیمۃ) ''پھر جب ہم پڑھیں اس کو تو آپؐ پیروی کریں اس کے پڑھنے کی۔'' ﴿وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ......﴾ (بنی اسراء یل:۱۰۶) ''اور قرآن' ہم نے الگ الگ کیا اس کو تا کہ آپؐ پڑھ کر سنائیں اسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر......''

اِقْرَاْ (فعل امر): تو پڑھ۔ ﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ﴾ (بنی اسراء یل:۱۴) ''تو پڑھ اپنی کتاب کو۔''

قُرْاٰنٌ (اسم ذات بھی ہے): پڑھی جانے والی چیز' پیغام' خط' کتاب وغیرہ۔ اصطلاحاً اب اس لفظ کا استعمال صرف آخری وحی کے لیے مخصوص ہے۔ اس لیے کسی اور کتاب وغیرہ کے لیے اس کا استعمال غلط مانا جاتا ہے۔ آیت زیر مطالعہ۔

قُرْءٌ ج قُرُوْءٌ (اسم ذات): مدت۔ قرآن مجید میں اسے خواتین کے ایک طہر اور حیض کی جامع مدت کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرۃ:۲۲۸) ''اور طلاق دی ہوئی خواتین رکی رہتی ہیں اپنے نفس سے تین مدتوں تک۔''

اَقْرَاَ (افعال) اِقْرَاءً: کسی کو پڑھانا۔ ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴾ (الاعلیٰ) ''ہم پڑھائیں گے آپؐ کو پھر آپؐ نہیں بھولیں گے۔''

ی س ر

يَسُرَ (ض۔ک) يَسْرًا: نرم و آسان ہونا (لازم)' نرم و آسان کرنا (متعدی)' رزق و روزی میں کشادہ ہونا۔

مَيْسُوْرٌ (اسم المفعول): نرم و آسان کیا ہوا۔ ﴿فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴾ (بنی اسراء یل) ''پس تو کہہ ان سے نرم کی ہوئی بات۔''

يَسِيْرٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت): نرم' آسان۔ ﴿اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ (الحج) ''یقیناً یہ اللہ پر آسان ہے۔''

يُسْرٰى (فُعْلٰى کا وزن ہے): نرمی' سہولت' کشادگی۔ ﴿وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴾ (الاعلیٰ) ''اور ہم پہنچائیں گے آپؐ کو کشادگی اور سہولت تک۔''

يُسْرٌ (اسم ذات): نرمی' آسانی۔ ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴾ (الانشراح) ''پس یقیناً سختی کے ساتھ نرمی ہے' یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔''

مَيْسَرَةٌ: نرمی یعنی کشادگی۔ ﴿فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾ (البقرۃ:۲۸۰) ''تو مہلت ہے

© rasailojaraid.

رزق میں کشادگی تک۔''

مَیْسِرٌ : جوا' سٹہ۔ ﴿یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ﴾ (البقرۃ:۲۱۹) ''یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے جوئے اور شراب کے بارے میں۔''

یَسَّرَ (تفعیل) تَیْسِیْرًا: (۱) کسی چیز کو کسی کے لیے رفتہ رفتہ آسان کر دینا۔ (۲) کسی کو کسی جگہ پہنچا دینا (یعنی رفتہ رفتہ راستہ آسان کرنا)۔ ﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ﴾ (القمر:۱۷) ''اور ہم نے آسان کر دیا قرآن کو یاددہانی کے لیے۔'' پہنچانے کے مفہوم کے لیے سورۃ الاعلیٰ کی آیت ۸ دیکھیں۔

یَسِّرْ (فعل امر): تو آسان کر۔ ﴿وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ﴾ (طٰہٰ) ''اور تو آسان کر دے میرے لیے میرے کام کو۔''

تَیَسَّرَ (تفعّل) تَیَسُّرًا: آسان ہونا۔ ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ (المزمّل:۲۰) ''تو تم لوگ پڑھو اس کو جو آسان ہو قرآن میں سے۔''

اِسْتَیْسَرَ (استفعال) اِسْتِیْسَارًا: آسان سمجھنا۔ ﴿فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ﴾ (البقرۃ:۱۹۶) ''پھر اگر تم لوگ گھیر لیے جاؤ تو جو آسان ہو قربانی میں سے۔''

ع س ر

عَسُرَ (س ـ ک) عُسْرًا: سخت اور دشوار ہونا' رزق میں تنگ دست ہونا۔

عَسِرٌ (صفت): سخت' مشکل۔ ﴿یَقُوْلُ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا یَوْمٌ عَسِرٌ ﴾ (القمر) ''کہیں گے کافر لوگ یہ ایک سخت دن ہے۔''

عَسِیْرٌ (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت): سخت' دشوار۔ ﴿وَکَانَ یَوْمًا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ﴾ (الفرقان) ''اور کافروں پر وہ ایک سخت دن ہو گا۔''

عُسْرٌ (اسم ذات): سختی' تنگی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

عُسْرٰی (فُعْلٰی کا وزن ہے): سختی' دشواری۔ ﴿فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ﴾ (اللّیل) ''پس ہم پہنچائیں گے اس کو سختی اور دشواری تک۔''

تَعَاسَرَ (تفاعل) تَعَاسُرًا: باہم سختی کرنا' ضد کرنا۔ ﴿وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰی ﴾ (الطلاق) ''اور اگر باہم ضد کرو گے تو دودھ پلائے گی اس کے لیے دوسری۔''

ک م ل

کَمُلَ (ک) کَمَالًا: کسی چیز کے اجزاء اور صفات کی کمی کا ختم ہونا' مکمل ہونا' پورا ہونا۔

.com

كَامِلٌ (فَاعِلٌ کے وزن پر صفت): پورا ہونے والا' یعنی پورا' مکمل۔ ﴿لِيَحْمِلُوْا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ...﴾ (النحل:۲۵) ''تاکہ وہ لوگ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے کے پورے قیامت کے دن.....''

اَكْمَلَ (افعال) اِكْمَالًا : پورا کرنا' مکمل کرنا۔ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ......﴾ (المائدۃ:۳) ''آج کے دن میں نے مکمل کیا تمہارے لیے تمہارے نظامِ حیات کو.....''

ترکیب : ''شَهْرُ رَمَضَانَ'' خبر ہے۔ اس کا مبتدأ ''هِيَ'' محذوف ہے جو کہ ''اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ'' کا بدل ہے۔ ''اَلَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ'' صفت ہے ''شَهْرُ رَمَضَانَ'' کی۔ ''هُدًى'' اور ''بَيِّنٰتٍ'' حال ہیں ''الْقُرْاٰنُ'' کے' اس لیے نصب میں ہیں۔ ''فَمَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ'' شرط ہے اور ''فَلْيَصُمْهُ'' جوابِ شرط ہے۔ ''الشَّهْرَ'' پر لامِ تعریف ہے اور ''فَلْيَصُمْهُ'' فعل امر غائب ہے اور اس میں ''ہٗ'' کی ضمیر ''الشَّهْرَ'' کے لیے ہے۔

ترجمہ:

شَهْرُ رَمَضَانَ : (یہ) رمضان کا مہینہ ہے
اَلَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ : اتارا گیا جس میں
الْقُرْاٰنُ : قرآن کو
هُدًى : ہدایت ہوتے ہوئے
لِّلنَّاسِ : لوگوں کے لیے
وَبَيِّنٰتٍ : اور واضح ہوتے ہوئے
مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ : ہدایت اور فرقان میں سے
فَمَنْ : پس جو
شَهِدَ : موجود ہو
مِنْكُمُ : تم میں سے
الشَّهْرَ : اس مہینہ میں
فَلْيَصُمْهُ : تو اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے اس میں
وَمَنْ كَانَ : اور جو ہو
مَرِيْضًا : مریض
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ : یا کسی سفر پر
فَعِدَّةٌ : تو گنتی ہے
مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ : دوسرے کسی دنوں سے
يُرِيْدُ اللّٰهُ : اللہ چاہتا ہے
بِكُمُ : تم لوگوں کے لیے
الْيُسْرَ : آسانی

© rasailojaraid

وَلَا يُرِيْدُ : اور وہ نہیں چاہتا
بِكُمُ : تم لوگوں کے لیے
الْعُسْرَ : سختی
وَلِتُكْمِلُوا : اور تا کہ تم لوگ پورا کرو
الْعِدَّةَ : گنتی کو
وَلِتُكَبِّرُوا : اور تا کہ تم لوگ بڑائی بیان کرو
اللّٰهَ : اللہ کی
عَلٰى مَا : اس پر جو
هَدٰىكُمْ : اس نے ہدایت دی تم کو
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ : اور شاید کہ تم لوگ شکرادا کرو

نوٹ (۱) : یہ روزوں کا حتمی حکم ہے۔ اس میں مریض اور مسافر کی رعایت برقرار رکھی گئی ہے' لیکن فدیہ دے کر روزہ نہ رکھنے کی رعایت منسوخ کر دی گئی۔

❁ ❁ ❁ ❁

بقیہ: حرف اوّل

بعض لوگوں کے نزدیک قرآن کی اصل افادیت اس کے وہ متبرک کلمات ہیں جن کا وِردان کے روزمرہ کے مسائل اور مشکلات میں نفع بخش ہے۔ ان کی ساری دلچسپی قرآن کے اُن مقامات سے ہوتی ہے جو چند آیات کی تلاوت پر پورے قرآن کی تلاوت کے ثواب' یانزع کی سختیوں کو دور کرنے یادفع آفات وبلیات کا ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان مقامات کا وِرد تو ضروری سمجھا جاتا ہے لیکن انہیں غور وفکر کا مرکز پھر بھی نہیں گردانا جاتا۔

قرآن پر اس انداز کا ظلم ڈھانے والوں کی حقیقت منکشف کرتے ہوئے مفسرِ قرآن مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم ومغفور نے ایک خوبصورت تمثیل بیان کی ہے کہ ان لوگوں کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ان کو ایک توپ دی گئی کہ وہ اس کے ذریعے سے شیطان کے قلعے مسمار کریں لیکن وہ اس کو مچھر مارنے کی مشین سمجھ بیٹھے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی غلط فہمیوں میں پڑے ہوئے مسلمانوں کے لیے ناممکن ہے کہ قرآن سے وہ فائدہ اٹھا سکیں جس کے لیے فی الحقیقت وہ نازل ہوا ہے۔ OO